بوتراب و بُت شکن



مہدی نظمی

بوتراب ؑ و بت شکن

۱۳۸۹ھ

مہدی نظمی

ناشر

ہاشمیہ بکڈپو غازی آباد (یوپی)

قیمت ایک روپیہ

مطبع اعلیٰ پریس دہلی

پھُول نے حُسنِ تبسّم سے کلی کو دیکھا
نرگسِ چشمِ پیمبرؐ نے ولی کو دیکھا
آئینہ صورتِ احمدؐ کے مقابل رکھ کر
عکسِ محبوبؐ میں خالق نے علیؑ کو دیکھا

سلطانِؐ بزمِ انبیا مشکلکشاؑ کہے
اللہ تیغ دے تو شہِ لافتیؑ کہے
اُس شخص کے یقین کا عالم نہ پوچھیئے
جو مر کے جی اُٹھے تو علیؑ کو خدا کہے

مضرابِ کُن نے چھیڑ دیا سازِ کائنات
بھر دی نگارِ عرش نے مینائے ممکنات
سورج سے صبح ہو گئی روشن، قمر سے رات
اُٹھی عدم کے فرش سے دوشیزۂ حیات
پھوٹی کرن تو دامنِ ظلمت سمٹ گیا
پردہ نگار خانۂ ہستی سے ہٹ گیا

سر کی جمالِ صورتِ محبوبؐ سے نقاب

واجب سے نقشِ اوّلِ ممکن کا انتساب

اُبھری دلِ رسولؐ پہ تصویرِ بوترابؑ!

قائم ہوا مدینۂ علمِ نبیؐ کا باب

شمعِ حریمِ حُسن کا پروانہ بن گیا

عکسِ جمیل حاصلِ آئینہ بن گیا

سطحِ قمر دمکنے لگی آفتاب سے

انگڑائی لی جمال نے زورِ شباب سے

نسبت رہی رسولؐ کو یہ بوترابؑ سے

جو شے بھی آئی شہر میں، آئی وہ باب سے

سازِ دلِ نبیؐ میں وصی بولنے لگا

لہجے میں مصطفےٰ کے علیؑ بولنے لگا

دیکھا تھا گنجِ علم گراں مایۂ رسولؐ
سمجھا تھا ایک تخم میں پنہاں ہیں کتنے پھول
ناپا تھا حدِ ممکن و واجب کا عرض و طول
سوچا تھا کائنات کی تخلیق کا اصول
پرکھا تھا کُن حدید و زر و سیم و جست کا
احساس تھا بُلند کا، اِدراک پست کا

چشمِ علیؑ میں شکلِ رسالت پناہ تھی
تخلیق کائنات کی، پیشِ نگاہ تھی
اِمکان پر محیط ضیائے الٰہ تھی
قندیلِ مہر ڈھلتی تھی، تشکیلِ ماہ تھی
تھا اکتساب علم کا علمِ الٰہ سے
جو بن رہا تھا دیکھ رہا تھا نگاہ سے

دیکھا کہ چرخ بن گیا، حدِ نگاہ پر
قائم ہوا مدار، چلے نیّر و قمر
اِک شب کا بادشاہ تھا، اِک خسروِ سحر
باندھا نگارِ وقت نے پیمانِ معتبر
لیلائے شب نجوم کا مُنھ چُومنے لگی
سورج کے بازوؤں میں سحر جھومنے لگی

ترتیبِ خاص برق و توانائی پا گئی
دیکھا کہ گردِ خاک کے ذرّوں کی چھا گئی
زیرِ فلک غبار کی آندھی سی آگئی
مٹی سمٹ کے صُورتِ گیتی بنا گئی
دیکھا کہ دائرے میں زمیں گھُومنے لگی
امرِ الٰہ پا کے ہوا جھُومنے لگی

اجزائے باد اِک نئی ترتیب پا گئے
قطراتِ آب سرد ہواؤں میں آ گئے

دَل بادلوں کے جھوم کے گردوں پہ چھا گئے
برسے، برس کے خاک پہ دریا بہا گئے

پانی مِلا زمین کو گُلزار بن گئے
امواجِ تُند جم گئیں کُہسار بن گئے

دیکھا کرن میں مہر کی گرمی ہے آگ کی
دیکھا کہ ماہتاب کی ٹھنڈی ہے روشنی

ٹکرایا ابر کوہ سے، لہرائی برق سی
دیکھا نہاں ہے برق میں قوت بھی آگ بھی

عنصر بنے جو آب و گِل و باد و نار کے
دیکھا زمیں پہ آنے لگے دن بہار کے

دیکھا کہ آفتاب ہے صباغِ برگ و گُل
مرہون چاشنی کے ہیں اثمار کُل کے کُل
گُل میں عسل ہے، خوشۂ انگور میں ہے مُل
دیکھا کہ چاندنی سے ہے دریا میں شور و غُل
ہلچل ہے، جزر و مد ہے، سمندر میں ماہ سے
پانی ہوا میں اُڑتا ہے، بادل کی چاہ سے
دیکھا غذا ہوا میں ہے اشجارِ سبز کی
نشو و نما ہے خاک میں، پانی میں زندگی
دیکھی گھٹا کی گود میں کوندے کی بیکلی
بجلی میں آگ، آگ میں لَو، لَو میں روشنی
عالم تمام بن گئے کُن کی صدا کے ساتھ
تسبیح کی علیؑ نے رسولِؐ خدا کے ساتھ

بکھرے نقوش لوح پہ نقّاشیاں ہوئیں
تسنیم و سلسبیل کی موجیں رواں ہوئیں
جنّت بنی، فرشتوں کی شکلیں عیاں ہوئیں
کھا کر ہوا بہشت کی حوریں جواں ہوئیں

ہر علم کائنات کا تحصیل ہو گیا
قرآں علیؑ کے خون میں تحلیل ہو گیا

بننا کھنکتی خاک سے آدمؑ کا فرق و دوش
دیکھا کھنچے نقوشِ لب و چشم و گوش و نوش
تن میں لہو، لہو میں حرارت سے ایک جوش
عقل و خرد دماغ نے پائی تو دل نے ہوش

مٹی میں روح پھونک دی امر الٰہ نے
تسبیح کی شعور نے، سجدہ نگاہ نے

ظلمت طلوعِ صبح سے مجوُب ہو گئی
تارِ نظر کو روشنی مرغوُب ہو گئی
آراستہ عروسِ زمیں خوُب ہو گئی
زینت گری خانۂ محبوُبؑ ہو گئی
آدمؑ کو سجدہ کرنے کی تقریب آگئی
تسلیم کی فرشتوں کو تہذیب آگئی
احساس و فکر و فہم و نظر، نطق و آگہی
تسلیم و صبر و شُکر و رضا، زہد و بندگی
عشق و یقین و مہر و کرم، حلم و زیرکی
احسان و عدل و ہمّت و عزم و دلاوری
کُندن بنا کے، فطرتِ آدمؑ نکھار کے
پہلا بشر زمیں پہ اُتارا سنوار کے

آئینہ نگارِ دل آرا کہاں گیا
نقشِ جمیلِ لوحِ تمنّا کہاں گیا
جو جزوِ نورِ تن تھا وہ جلوا کہاں گیا
حیراں تھا خود حبیبؐ کہ سایا کہاں گیا
عکسِ جمالِ دوست کو رہبر بنا دیا
سایا عزیز تھا تو پیمبرؐ بنا دیا

بیدار فرشِ لالہ و گُل سے ہوئی شمیم
کلیوں سے کھیلنے لگی گُلزار میں نسیم
پھولوں کو غمگسار ملا باغ کو ندیم
پیدا ہوا خیال تو گویا ہوا کلیم
مفہوم، بندِ فکر و نظر کھولنے لگا
الفاظ میں شعورِ بشر بولنے لگا

کھنچنے لگے نقوشِ تمدّن سرِ زمیں
بننے لگا بہشتِ نظر منظرِ زمیں
تارِ نگاہ کٹنے لگا، جوہرِ زمیں
کُھلنے لگا خزینۂ سیم و زرِ زمیں
دنیا شعور و عقل سے آباد ہو گئی
ہر احتیاج موجبِ ایجاد ہو گئی

آدمؑ نے امتحانِ یقین و وفا دیا
ہابیل نے چراغِ شہادت جلا دیا
مٹی میں اپنے دل کا لہُو تک مِلا دیا
رشکِ بہشت گلشنِ گیتی بنا دیا
حرفِ نیاز خنجرِ قاتل سے لکھ دیا
دستورِ عشق خونِ رگِ دل سے لکھ دیا

ہر رنج جوشِ خونِ عمل تیز کر گیا
ہر حادثے کو آدمی انگیز کر گیا
آنسو کٹورے آنکھ کے لبریز کر گیا
طوفاں زمیں کو اور بھی زرخیز کر گیا
سیلِ رواں سے خشکیاں سیراب ہوگئیں
پانی ملا تو کھیتیاں شاداب ہوگئیں

جلوہ طلب جبینِ عبادت کا انعکاس
بننے لگا شریعت و اخلاق کی اساس
مانگا حیا نے سوزنِ ادریس سے لباس
مرطوب و گرم خاک سے اُگنے لگی کپاس
تحفہ دیا نگاہِ بصیرت کے نُور نے
پتھّر سے آگ لے لی بشر کے شعُور نے

پتھر کو توڑ توڑ کے جوڑا تو گھر بنا
دس گھر جہاں بھی بس گئے مل کر نگر بنا
سُلطانِ شہر صاحبِ فکر و نظر بنا
صدر الصدور نکتہ رس و دیدہ ور بنا

طاقت سمٹ کے آنے لگی شہریار میں
قانون باندھنے لگا حد اختیار میں

حکمت سے بابِ دفترِ علم و ہُنر کھُلا
لاحق ہوا مرض تو طبابت کا در کھُلا
سربستہ رازِ تخم و گل و برگِ تر کھُلا
تحقیق کی نظر پہ نمک کا اثر کھُلا

تریاق و زہر آدمی پہچاننے لگا
جنگل کی بوٹیوں کا اثر جاننے لگا

نوکِ قلم وسیلۂ تحریر بن گئی
رویائے علم و فہم کی تعبیر بن گئی
قرطاس پر حروف کی تصویر بن گئی
آوازِ حرف، ساز کی تقدیر بن گئی

پروازِ فکر و ذہن ملی شاعری کے ساتھ
فطرت بھی گنگنانے لگی آدمی کے ساتھ

انسان کے شرف کا اُٹھائے ہوئے علم
چوتھے فلک پہ آدمی رکھنے لگا قدم
نقش و نشاں رمل کے بنانے لگا قلم
پتھّر میں ڈھونڈنے لگی فن کی نظر "صنم"

تائیدِ صدقِ مرسلِ معبود کے لئے
فولاد نرم ہوگیا داودؑ کے لئے

ہر معجزہ دکھا گیا ممکن کی روشنی
حیرت میں پڑ کے عقلِ بشر تیز ہو گئی
اِک یہ خبر بھی دے گئی یونسؑ کی عاجزی
ماہی کے بطن میں بھی ہے امکانِ زندگی
دریا کا شور قدرتِ انساں میں آگیا
دامن ہوا کا دستِ سلیمانؑ میں آگیا
پھلتی نہیں ہے خاک یہ شاخِ ستمگری
جلتی ہے آپ اپنی ہی آتش میں کافری
سوزِ دلِ خلیلؑ نے بخشی ہے آگہی
چنگاریوں کو پھول بناتا ہے آدمی
یہ ایک آزمائشِ ایثارِ مرد تھی
نمرود کی لگائی ہوئی آگ سرد تھی

آئینۂ حقیقتِ دنیا دکھا دیا
ہر صورتِ مجاز سے پردہ اُٹھا دیا
جادوگروں کے کبر کو موسیٰ نے ڈھا دیا
شاخِ نباتِ خشک کو اژدر بنا دیا
دکھلا دیا کہ رازِ بقا کا نظر میں ہے
حیوان کی حیات بھی شاخِ شجر میں ہے
مختار بھی ہے آدمی، بے اختیار بھی
مجبور و ناتواں بھی ہے معجز نگار بھی
جاوید بھی ہے عمرِ بشر، مستعار بھی
زیرِ نگیں ہے گردشِ لیل و نہار بھی
گزرا ہوا زمانہ پلٹتا ہے کس طرح
عہدِ شبابِ رفتہ زلیخا کا جس طرح

سوزِ دلِ مسیحؑ وفا کا نقیب ہے
عرفانِ نفس، حرص و طلب کا رقیب ہے
دُوری زمیں سے چرخ کی بس اِک صلیب ہے
دکھلا دیا کہ آسماں کتنا قریب ہے

لے کر چراغِ معرفت لامکاں گیا
پیکرِ بشر کا خاک سے تا آسماں گیا

آبِ رواں پہ نقش بناتی ہے زندگی
شمعِ یقینِ خضرؑ جلاتی ہے زندگی
اعجازِ جذبِ عشق دکھاتی ہے زندگی
مرنے کے بعد بھی پلٹ آتی ہے زندگی

قابو کا مرگ و زیست پہ امکاں دکھا دیا
عیسیٰؑ نے رب کے حکم سے مُردہ جِلا دیا

اولاد نے ذبیحؑ کی مکّہ بسا دیا
نافِ زمیں کو ڈھونڈ کے کعبہ بنا دیا
صحرائے ریگِ خشک میں زمزم بہا دیا
تشنہ لبی کو جامِ تمنّا پلا دیا

گونجی صدائے آگہی گردوں پہ فرش سے
آوازِ حق کو کھینچ لیا بامِ عرش سے

اجرِ وفا خلیلؑ کو اے کردگار دے
خالی ترا مکاں ہے مکیں کو اتار دے
نقش و نگارِ جدولِ ہستی نکھار دے
دوشیزۂ حیات کے گیسو سنوار دے

جو حق کا آئینہ ہو وہ انسان بھیج دے
کعبے میں بولتا ہوا قرآن بھیج دے

قرآن جو حرم کے مقدر کا نقش ہے
قرآن جو یقین کے جوہر کا نقش ہے
قرآن جو مشیّتِ داور کا نقش ہے
قرآن جو جبینِ پیمبرؐ کا نقش ہے
قرآن جو کہ پارۂ نورِ رسولؐ ہے
قرآن جو کہ چادرِ فرقِ بتولؑ ہے
قرآن جو عدالت و شاہی کا نقش ہے
قرآن جو کلامِ الٰہی کا نقش ہے
قرآن جو نبیؐ کی گواہی کا نقش ہے
قرآن جو خدا کے سپاہی کا نقش ہے
قرآن جس میں جوہرِ تیغِ الٰہ ہے
قرآن جو رسولؐ کا تارِ نگاہ ہے

قرآن جو ہے مرکزِ تحریکِ انقلاب
قرآن جو ہے جذبۂ تسلیم کا شباب
قرآن جو ہے شہرِ علومِ نبیؐ کا باب
قرآن جو ہے پیکرِ حسنِ ابو ترابؑ

قرآن جس کا صحنِ حرم میں ظہور ہے
جو شمعِ بارگاہِ رسالت کا نور ہے
وہ نور جس میں دانشِ آدمؑ کا بانکپن
وہ نور جس میں نوحؑ کے آنسو ہیں موجزن
وہ نور جس میں ہے دلِ ادریسؑ کی لگن
وہ نور جس میں جلوۂ یوسفؑ ہے ضوفگن
یونسؑ کے اتقا کی وراثت لئے ہوئے
ہابیل کے لہو کی امانت لئے ہوئے

وہ نُور جس کا رنگِ تجلّی صبیح ہے

وہ نُور جس کی شوخ بیانی فصیح ہے

وہ نُور جس میں تابشِ قلبِ ذبیحؑ ہے

وہ نُور جو چراغِ جبینِ مسیحؑ ہے

رشتہ ہے جس کا دیدۂ موسیٰؑ کے نُور سے

جس کی نگاہ چار رہی برقِ طُور سے

وہ نُور جس کی رو سے فضا گرد گرد ہے

جس کا جمال عالمِ امکاں میں فرد ہے

ہیبت سے جس کی چاند کا رخسار زرد ہے

جو تیغ آسماں سے لے آئے وہ مرد ہے

غازہ شفق کا شام کے چہرے پہ مَل دیا

جس کی نظر نے محورِ نیّر بدل دیا

وہ نورؐ جس کا ساقیٔ کوثر خطاب ہے
جو پرتوِ ضمیرِ رسالتؐ مآب ہے
فرشِ زمیں پہ جس کا لقب بوترابؑ ہے
جو پیکرِ بشر میں خدا کی کتاب ہے
قرآن جس کے خون میں شامل ہے اس طرح
قلزم نہاں ہے قطرۂ شبنم میں جس طرح
جس پر برس رہا ہے ازل سے کرم کا دھن
ہے جس کے دل میں خدمتِ خلقِ خدا کی دُھن
سیکھا ہے قدسیوں نے ریاضت کا جس سے گُن
آہنگ جس کے بربطِ دل کا اذاں میں سُن
لوح و قلم، مکان و زماں، جھومنے لگا
اُس نے اذان دی تو جہاں جھومنے لگا

آئینۂ تجلّیٔ صد رنگ ڈھال کے
کھینچے خطوط نوکِ قلم نے کمال کے
نقّاش نے نظر سرِ تصویر ڈال کے
نقش و نگار دیکھے بشر کے جمال کے
تصویر کی تجلّیاں معجز نگار ہیں
دیکھا کہ شمع ایک ہے جلوے ہزار ہیں
دل عشق کے حصار سے مضبوط ہو گیا
سینہ یقین و علم سے مبسوط ہو گیا
دیکھا کہ نورِ انبیاء مخلوط ہو گیا
سب مرسلوں کا سلسلہ مربوط ہو گیا
علم و یقین و عشق کی ضَو ایک ہو گئی
دیکھا کہ بارہ شمعوں کی لَو ایک ہو گئی

خالق نے کائنات کی صورت نکھار دی
پھر زندگی کی زُلفِ پریشاں سنوار دی
گلزارِ رنگ و نُور کو تازہ بہار دی
کعبے میں آسماں سے سواری اُتار دی

وا در ہوا جدارِ حرم جھومنے لگی
چشمِ حیات نقشِ قدم چومنے لگی

نکلا افق پہ دانش و علم و ادب کا چاند
محبوبِ کردگار امیرِ عرب کا چاند
جلوہ فشاں حرم میں ہے ماہِ رجب کا چاند
کعبہ مکاں ہے رب کا تو اُترا ہے رب کا چاند

مولودِ بُت شکن سے پڑے پیچ و تاب میں
اصنام سجدہ کرنے لگے اضطراب میں

جو میرِ بزم و زینتِ محفل تھا آگیا
ایمان میں ازل سے جو کامل تھا آگیا
جو نور میں رسولؐ کے شامل تھا آگیا
پیغمبرِ حیات کا جو دل تھا آگیا

بنتِ اسد سے مصحفِ ایماں کو لے لیا
قرآں نے بڑھ کے گود میں قرآں کو لے لیا

آنکھیں کھلیں جمالِ پیمبرؐ کے سامنے
انجم دمک اٹھے مہِ انور کے سامنے
نیّر ہے ایک، دوسرے نیّر کے سامنے
دو آئینے ہوں جیسے برابر کے سامنے

جلوے ملے جبینوں کی تنویر مل گئی
حُسنِ نبیؐ کی ہو بہو تصویر مل گئی

ہاشم کی روح و جاں، دلِ عباسؑ کا لہو
شانِ بنو اسد، رخِ حمزہؓ کی آبرو
ارمانِ مطلب، ابی طالبؑ کی آرزو
عیسیٰؑ کا معجزہ، لبِ نازک کی گفتگو
روشن ہے تو سراجِ منوّر کی گود میں
قرآن پڑھ رہے ہیں پیمبرؐ کی گود میں
میلادِ بوترابؑ ہے، اے ساقیٔ حرم
رندوں میں اضطراب ہے، دے جام دم بدم
بادہ کشی ثواب ہے، بھر شیشۂ کرم
تو قاسمِ شراب ہے، بادہ گسار ہم
تیرہ رجب کی عید ہے، میخانہ کھول دے
پیمانۂ حیات میں قرآن گھول دے

صد اہتمامِ آمدِ جاناں کئے ہوئے
زینت کا کائنات سے ساماں کئے ہوئے
مہتاب ہے چراغ فروزاں کئے ہوئے
گُل ہیں چمن چمن میں چراغاں کئے ہوئے

چہرہ فروغِ مے سے گلستاں ہے دہر کا
وا دَر ہوا ہے علمِ پیمبرؐ کے شہر کا

صہبائے تند و تیز کا جامِ جہاں نما
جس میں دکھائی دیتے ہیں انوارِ انبیاءؑ
آدمؑ کا عکس، جلوۂ محبوبِ کبریا
وہ مے کہ بوند بوند ہے جس مے کی معجزا

جس سے وجود ہے تنِ انساں میں رُوح کا
طوفاں اُمنڈ پڑے تو سفینہ ہے نوحؑ کا

جس مے سے مست مست ہے ہر ذرّہ حیات
رقصاں ہیں جس کو پی کے حسینانِ ممکنات
جس کی گلابیوں میں جھلکتا ہے حُسنِ ذات
سمٹے تو دل رسولؐ کا، پھیلے تو کائنات
وہ مے، جسے یقین کہو، آگہی کہو
پیکر میں آدمی کے ڈھلے تو علیؑ کہو

ذرّے کے دل میں وسعتِ صحرا ہے دوستو
قطرہ جو پھیل جائے تو دریا ہے دوستو
نجمِ سحر میں مہر کا جلوا ہے دوستو
مُشکلکشاؑ رسولؐ کا سایا ہے دوستو

سورج سے نور چھین لے کس کی مجال ہے
سائے میں تن کے فصل کا ہونا محال ہے

محبوبؑ میں تجملِ شاہنشہی بھی تھا
اندازِ بندگی میں جمالِ خودی بھی تھا
شامل نبیؐ کے نور میں نورِ علیؑ بھی تھا
جب سے نبیؐ نبی تھا، نبیؐ کا وصیؑ بھی تھا

خوشبو و رنگ پھول کا شامل ہے پھول میں
بیعت تھا وہ رسولؐ سے، نورِ رسولؐ میں
نیّر کی ضو گھٹی نہ قمر کے کمال سے
تصویر کو نکھار ملا خد و خال سے
ہوتی ہے اصل اور نمایاں مثال سے
بڑھتا ہے حسنِ آئینہ عکسِ جمال سے
یوں نکلا نورِ شوہرِ زہراؑ، رسولؐ سے
جیسے شمیم چھن کے نکلتی ہے پھول سے

آگے چلا، رسولؐ کا سینہ سپر ہوا
پیچھے چلا تو راہبرِ معتبر ہوا
بہ سمتِ آفتاب سے پیدا اثر ہوا
سایہ کبھی دراز، کبھی مختصر ہوا

سیدھا تھا مہر، دوش پہ وہ سرفراز تھا
سورج عقب میں آیا تو سایا دراز تھا

پیغمبر و امام میں تنویر ایک تھی
جزوِ نبیؐ تھا، نورؐ کی تاثیر ایک تھی
دو آئینے تھے حُسن کی تصویر ایک تھی
پیشانیاں الگ سہی، تقدیر ایک تھی

پڑتا نہیں ہے فرق کوئی قرب و فصل سے
ملتا ہے عکسِ آئینہ صورت میں اصل سے

ہوتی ہے جس مقام پہ پیغمبری تمام
کرتا ہے اس مقام سے تبلیغِ دیں امام
محروم رہنما نہیں اللہ کا نظام
خالی نہیں نیابتِ معبود کا مقام
"قائم" ہے ضو زمین پہ نورِ بتولؑ کی
اولادِ بوترابؑ ہے نائب رسولؐ کی
ایماں کے لالہ زار میں نکہت علیؑ سے ہے
توقیرِ عجز و شانِ عبادت علیؑ سے ہے
سجدے میں امتیازِ شہادت علیؑ سے ہے
قرآن کا شعورِ عبارت علیؑ سے ہے
ذہنِ بشر کو قوتِ پرواز دے گیا
انسان کے خیال کو آواز دے گیا

نازکِ خیال، جوئے غمِ عشق کا حباب
وسعت نظر کی جیسے کہ قوسین کا حجاب
یہ حُسنِ خاک و آتش و امواجِ باد و آب
آئینۂ نگاہ و شعورِ ابوترابؑ

جلوہ فشانِ حُسن تھا پردہ نگاہ کا
اُبھرا تھا جس پہ عکس جمالِ الٰہ کا

اوجِ نگاہ کرسی و لوح و قلم سے پوچھ
زور و گرفت ہاتھ کی، حق کے علم سے پوچھ
مُشکلکشاؑ کے فیض کو صحنِ حرم سے پوچھ
منزل علیؑ کی دوشِ رسولِ اُمم سے پوچھ

نقشِ قدم کہ بڑھ کے امامت بھی چوم لے
وہ پاؤں جن کو مہرِ رسالت بھی چوم لے

پایا فروغِ علم، خدا کی کتاب سے

دانش ملی، دماغِ رسالتمآبؐ سے

بٹنے لگے علوم فراست کے باب سے

جبریل درس لینے لگے بوترابؑ سے

رُوح الامینؑ کو علم سے فرزانہ کر دیا

عرفان کی شراب سے پیمانہ بھر دیا

رقصاں جہاں نمائیاں آنکھوں کے جام میں

معجز نُما فصاحتِ قرآں کلام میں

حق پروری و عدل کا جوہر حسام میں

تسلیم کا جمال ادائے سلام میں

وہ ظلمتِ قیاس میں ایقان دے گیا

جو آدمی کو نفس کا عرفان دے گیا

ایثار کو رسولؐ کے بستر سے پوچھیئے

قوت کو بابِ قلعۂ خیبر سے پوچھیئے

دانش کو شہرِ علمِ پیمبرؐ سے پوچھیئے

قرآن پوچھنا ہو تو حیدرؑ سے پوچھیئے

جس کی نظر پہ سرِّ حقیقت کھلا ہوا

قرآن جس کے دل کے لہو میں گھلا ہوا

اسلام کی ثقافت و تہذیب کا امام

معمارِ رسم و راہِ مساواتِ خاص و عام

سورج کی دھوپ دن میں تو شب میں مہِ تمام

سنبھلی حیات گرنے سے لے کر علیؑ کا نام

پربستگانِ دہر کو پرواز دے گیا

جینے کا ڈھنگ، مرنے کا انداز دے گیا

بعد از خدا بزرگ پیمبرؐ ہے بے گماں
بعد از نبیؐ بزرگ ہے مولائے انس و جاں
تھا رحمتِ تمام اگر سرورِؐ زماں
مشکلکشاؑ تھا ظلِّ الٰہی سرِ جہاں

دستِ کرم میں فضل کا ساغر بھرا ہوا
سینے میں جس کے علم کا کوثر بھرا ہوا
اُٹھی نظر تو رازِ جلی و خفی کھُلا
سجدہ کیا تو رمزِ سرِ بندگی کھُلا
کھولی زباں تو قفلِ درِ آگہی کھُلا
قرآں کھُلا تو دفترِ علمِ علیؑ کھُلا
بالائے دوشِ سرورِؐ دیں کا علم بھی تھا
جس ہاتھ میں تھی تیغ اُسی میں قلم بھی تھا

ظرفِ دماغ علم کا دریا سنبھال لے
عقل و شعور عرش کا پایا سنبھال لے
تارِ نگاہ گردشِ دنیا سنبھال لے
دستِ قوی زمین کا قبضہ سنبھال لے

ترتیبِ ذرّہ ہائے عناصر بدل گئی
مٹّھی میں خاک لی تو جواہر میں ڈھل گئی

پھوٹی کرن، شعورِ سحر جاگنے لگا
غفلت کی نیند سو کے بشر جاگنے لگا
چشمِ خرد میں تارِ نظر جاگنے لگا
رہبر ملا تو شوقِ سفر جاگنے لگا

جاگا قلم بھی، عقلِ حقیقت شعار بھی
انگڑائی لے کے جاگ اُٹھی ذوالفقار بھی

مسند نشینِ محفلِ علم و ہنر علیؑ
دستور سازِ مجلسِ نوعِ بشر علیؑ
ہر مبتدائے ارض وسما کی خبر علیؑ
روشن گرِ دماغ و شعورِ نظر علیؑ

در پردۂ مجاز حقیقت کا آشنا
ہر جنبشِ نگاہِ مشیت کا آشنا

سلطانِ آسمان و زمیں، شاہِ شش جہات
ہمراز و آشنائے نگارانِ ممکنات
تزئین کارِ جدولِ فرقانِ کائنات
دانائے نور و نار و نم و نکہت و نبات

حد علم کی، نہ وسعتِ فکر و نگاہ کی
جو ہے کھلی دلیل وجودِ الٰہ کی

ظاہر کیا یقین نے جب اشتباہ کو
ضَو نے خدا بنا دیا خورشید و ماہ کو
حُسنِ علیؑ میں کھو کے نصیری نگاہ کو
اللہ کہہ رہا ہے دلیلِ الٰہ کو

قدرت بھی داد خواہ ہے حُسن و کمال کی
تشبیہ ہے جمالِ علیؑ ذوالجلال کی

شکر و رضا کا دل کو خزانہ کہا گیا
سینے کو معرفت کا سفینہ کہا گیا
پنجہ خدا کا، ہاتھ کا پنجہ کہا گیا
چہرے کو، کردگار کا چہرہ کہا گیا
ہر سانس جس کی حق کی گواہی کہی گئی
جس کی زباں لسانِ الٰہی کہی گئی

مشکل‌کشاؑ کہا کبھی عقدہ کُشا کہا
اہلِ یقین و عشق نے قبلہ نُما کہا
مولا نبیؐ نے، حق نے شہِ لافتیٰ کہا
دنیا نے جس کو پیار سے شیرِ خدا کہا
کہہ کر خدا مرادِ حقیقی نہ کہہ سکا
جو چاہتا تھا ہائے نصیری نہ کہہ سکا

گرمیٔ عشق دے کے دلِ ناصبور کو
تارِ نظر سے باندھ دیا برقِ طُور کو
منوا دیا ظہور سے غائب کے نُور کو
جس نے خدا دکھا دیا چشمِ شعور کو
عقلِ بشر یقین کی معراج پا گئی
آئینۂ دلیل میں تصویر آ گئی

وہ ذات جو کمال میں قدرت کا آئینہ
وہ آنکھ جو نگاہِ مشیّت کا آئینہ
وہ سر جو فہم و علمِ حقیقت کا آئینہ
وہ دل جو حُسنِ صورتِ فطرت کا آئینہ

پرتو تھا وہ تجلّیٔ پروردگار کا
جس سے بہم ثبوّت ہوا کردگار کا

اللہ کو ضمیرِ بشر جاننے لگا
مسجود کائنات کو پہچاننے لگا
دامانِ دیں میں جنسِ یقیں چھاننے لگا
پایا ثبوتِ حق تو خدا ماننے لگا

دل آدمی کا ہمسرِ کعبہ بنا دیا
ذہنِ بشر میں جس نے خدا کو بٹھا دیا

فکر و نظر کو مطلعِ عرفاں بنا دیا

عقل و خرد کو عارفِ یزداں بنا دیا

سوزِ یقین، چراغِ دل و جاں بنا دیا

فطرت کو آدمی کی مسلماں بنا دیا

عقدہ کشائے رموزِ نہاں کھولنے لگا

انساں کے حافظے میں خدا بولنے لگا

جس کو ملا تھا شمس و قمر، بحر و بر کا علم

خاشاک و خار و برگ و نبات و شجر کا علم

حیوان و جانِ ملائک و حور و بشر کا علم

پیدا کیا حروف سے جس نے جفر کا علم

پہچانتا تھا حرف و عدد کے مزاج کو

بدلا تھا جس نے علم سے جاہل سماج کو

تخریب کارِ ظلم و عداوت ابوترابؑ
دستِ قضا میں سیفِ عدالت ابوترابؑ
معمارِ قصرِ دانش و حکمت ابوترابؑ
معیارِ آبرو و شرافت ابوترابؑ

سارے جہاں کو ضابطہ فطرت کا دے دیا
احساس جس نے نفس کی عزت کا دے دیا
دستورِ رزم و بزمِ ثقافت بنا دیا
انصاف کو اساسِ سیاست بنا دیا

محنت کشوں کو صاحبِ عزت بنا دیا
مزدور کو شریکِ حکومت بنا دیا
جس نے اصولِ نظم و نسق کے بنا دیئے
دنیا کو خسروی کے طریقے سکھا دیئے

منصب امام کا ملا، سیرت رسولؐ کی

حیدرؑ کا امتحان ہے، ہجرت رسولؐ کی

مشکلکشا کے قد میں ہے، قامت رسولؐ کی

بستر پہ محوِ خواب ہے صورت رسولؐ کی

دیکھا علیؑ کو فرش پہ، سمجھے رسولؐ کو

بستر پہ گُل کے رکھا تھا قدرت نے پھول کو

شاہِ شمال و شرق، امیرِ جنوب و غرب

مسرور کُن تھا عشقِ پیمبرؐ کا دل میں کرب

جوشِ جہاد، نصرتِ دینِ نبیؐ میں حرب

افضل ہے کُل جہاں کی عبادت سے ایک ضرب

وہ ضرب، الامان پکاری زمین تک

تھرا رہے تھے بازوئے روح الامین تک

قرآں قصیدہ خوان ہے جس کی صفات میں
جس کی سند رسولؐ بنا، بات بات میں
یوں عکسِ ذات اُترا تھا حیدرؑ کی ذات میں
واجب کا جیسے آئینہ ممکن کے ہات میں

پہنچا کے نقشِ صورتِ حیدرؑ کمال کو
خالق نے جسم دے دیا اپنے جمال کو

ہجرت کی رات عابدِ شب زندہ دار نے
کی پوری نیند سو کے بسرِ جاں نثار نے
قیمت چکا کے رحمتِ پروردگار نے
نفسِ علیؑ خرید لیا کردگار نے

سودا کیا تھا حق نے پیمبرؐ کی جان کا
مرضی خدا کی مول ہے حیدرؑ کی جان کا

کیا ہے علیؑ کی شانِ فضیلت نہ پوچھئے
تھی کس قدر نبیؐ سے محبت نہ پوچھئے
اندازِ جنگ وطرزِ عبادت نہ پوچھئے
مخلوقِ کردگار کی خدمت نہ پوچھئے

کاندھے پہ رکھ کے روٹیاں چلتا تھا شہر میں
تیماردار بن کے نکلتا تھا شہر میں

شدت وہ تپ کی تو جہ دلدل سوار کو
سوزِ عطش نے اور بڑھایا بخار کو
جب آسکا نہ چین دلِ بے قرار کو
فرمایا پہلی بار علیؑ نے انار کو

پایا انار جب تو طلب گار چل گیا
گھر کی طرف چلے تھے کہ بیمار مل گیا

مشکلکشاؑ کے وصفِ سخاوت کو دیکھئے
فضل و کرم کو، فیض و عنایت کو دیکھئے
احسان و صبر و شکر و قناعت کو دیکھئے
ایثار کو، وفا کو، محبت کو دیکھئے

اوجِ دماغ و وسعتِ افکار ہے علیؑ
انسان کے شعور کا معیار ہے علیؑ

علمِ کلام، علمِ ادب، علمِ مجلسی
تفسیر و علمِ دین و علومِ تمدّنی
خطّاطی و طبابت و تشریح و شاعری
علم الحساب، فنِّ جدال و سپہ گری

الجبر سیکھا دہر نے حیدر کے باب سے
تقسیم اونٹ کر دیئے جس نے حساب سے

اشکوں نے جس کے دھو دیئے رخسارِ آگہی

جس کی جبیں کا نور ہے مسجد کی روشنی

تارِ نفس پہ چھیڑ کے نغماتِ سرمدی

جس نے اذان دی تو کرن پھوٹنے لگی

دن ڈھلتے ڈھلتے نور کا سامان ہو گیا

خورشید کے پلٹنے کا امکان ہو گیا

جلوہ طرازِ پیکرِ اعجاز یا علیؑ

بیداریٔ شعور کی آواز یا علیؑ

اے آدمی کے ہمدم و دمساز یا علیؑ

قرآن تجھ پہ کرنے لگا ناز یا علیؑ

دوشِ نبیؐ پہ تجھ کو حرم دیکھنے لگا

اسلام تیرے نقشِ قدم دیکھنے لگا

تو مصطفےؐ کے پیکرِ نوری میں صدر تھا
تو بدر کے اُفق پہ پیمبرؐ کا بدر تھا
فتنہ گروں کے واسطے ہنگامِ غدر تھا
انمول تھا کہ چشمِ رسالت کی قدر تھا
خندق نقوشِ پائے علیؑ چومنے لگا
خیبر کا در کھلا تو نبیؐ جھومنے لگا
تخلیقِ کائنات کا ہمراز یا علیؑ
اللہ کے حبیبؐ کا دمساز یا علیؑ
تسبیحِ کردگار کا انداز یا علیؑ
روح الامیں کے سینے کی آواز یا علیؑ
تخلیق کا سبب ہے نبیؐ، مُدّعا علیؑ
تارِ ربابِ کُن کا ترانہ ہے یا علیؑ

اے بوترابؑ قوت و تابِ دلِ تراب
اے آدمی کی چشمِ بصیرت کے آفتاب
عرصہ گہِ حیات کے اے تازہ انقلاب
تو نے ضعیف دہر کا پلٹا دیا شباب
عقل و خرد میں تاب و توانائی آ گئی
انسان کو شباب کی انگڑائی آ گئی
ایمان و اعتقاد کو لانا کہاں سے تھا
عشق و وفا کا بار اٹھانا کہاں سے تھا
وہ خود تھا دین، دین کو پانا کہاں سے تھا
اسلام اس میں جذب تھا آنا کہاں سے تھا
نورِ نبیؐ میں صاحبِ ایماں تھا بوترابؑ
آوازِ کن سے پہلے مسلماں تھا بوترابؑ

نہ وہم و ظن و قیاس و گماں، شرک و اشتباہ
تشکیک کے حصار میں کھوئی ہوئی نگاہ
گونجی ہوئی دماغ میں آوازِ لا الٰہ
لذت کشانِ ساغرِ میخانۂ گناہ
تو نے بشر کو راہ دکھا دی صواب کی
کایا پلٹ کے رکھ دی جہانِ خراب کی
تو نے کھپائی جاں تو ملی دین کو بقا
تیری نماز کے لئے سورج پلٹ گیا
تارا ترے مکان کا در ڈھونڈھتا رہا
ٹھہرا زمیں کا زلزلہ جب "مالہا" کہا
بڑھ کر گلے لگا لیا ایمان نے تجھے
قرآں کو تو نے سمجھا ہے، قرآن نے تجھے

دنیا کے پھول بوٹوں کو بو باس دے گیا
جوہر کی رو کو سینۂ الماس دے گیا
مہر و وفا کو گرمیٔ احساس دے گیا
قلبِ بشر کو عشق کی اِک پیاس دے گیا
ادراک و ہوش پیکرِ حسّاس بن گیا
تیرا شعور سمٹ تو عبّاسؑ بن گیا
تجھ سے نبیؐ کا ذکر بھی، خالق کی یاد بھی
تجھ سے شکستِ جذبۂ ظلم و عناد بھی
تجھ سے اصولِ دین بھی، حقّ العباد بھی
تیرے پسر امام بھی، باب المراد بھی
سوزِ بیاں سے شام کا دربار جل گیا
تیرا کلام پیکرِ زینبؑ میں ڈھل گیا

موجِ ہوائے تیر سے تشنہ لبی ہنسی
بے شیر کے شعور کی نازک کلی ہنسی
دانش ہنسی، ثبات ہنسا، آگہی ہنسی
بسمل کے ہونٹ چوم کے تیری خودی ہنسی

تیرے لہو سے دینِ پیمبر کو ضَو ملی
قرآن کے چراغِ معانی کو لَو ملی
ایقان نورِ دیدۂ مغموم بن گیا
قرآن تابِ سینۂ معصوم بن گیا
صبر و ثبات قوتِ مظلوم بن گیا
تیرا خلوص چادرِ کلثومؑ بن گیا
تیرے لہو سے رہ گئی آدمؑ کی آبرو
فخرِ بشر پیمبرِ عالم کی آبرو

جانِ حسنؑ میں تیری جلالت کی شان تھی
عزمِ جہاد و جرأت وہمّت کی شان تھی
بھائی کے ماہ پاروں میں صولت کی شان تھی
بیٹی کے لاڈلوں میں شجاعت کی شان تھی

جعفرؑ کے دل کا چین تھے، زینبؑ کی تاب تھے
اندازِ حرب و ضرب میں دو بوترابؑ تھے

تیرے جمالِ صبر کا پیکر حسینؑ ہے
تیرے دماغ و فکر کا جوہر حسینؑ ہے
سوزِ یقیں کا شعلۂ احمر حسینؑ ہے
انسان کی حیات کا محور حسینؑ ہے

مرکز پہ تیرے دائرہ کھینچا حسینؑ نے
قرآن اپنے خوں سے نچوڑا حسینؑ نے

دعویٰ کیا تھا رب نے ملائک میں علم کا

اس علم کی دلیل ترا دل رُبا بنا

قرآن میں ہے بارِ امانت کا تذکرہ

بالقصد جس کو تیرے پسر نے اُٹھا لیا

تُو علمِ کردگار کی روشن دلیل ہے

جس کا رسولؐ تیرے شرف کا وکیل ہے

احسان کا جمال رُخِ مجتبیٰؑ میں تھا

حُسنِ نیاز جعفرؑ و زین العباؑ میں تھا

علم و جلال باقرِؑ حق آشنا میں تھا

کاظمؑ میں حلم، حُسنِ تشکر رضاؑ میں تھا

تقویٰ تقیؑ میں، وصفِ طہارت نقیؑ میں دیکھ

اندازِ عسکرانہ حسنؑ عسکری میں دیکھ

وحدت کے فلسفے کی مفسر تری زباں
اسلام کی رگوں میں ہے تیرا لہو رواں
تیری نظر کا نور ہے غیبت میں ضوفشاں
تیرا پسر ہے ہادیٔ دیں مہدیٔ زماں
ظلمت قیاس و وہم و تذبذب کی چھٹ گئی
تھی ایک لَو جو بارہ چراغوں میں بٹ گئی
فکر و شعور و عقل و خرد کے کنول کی لو
شمعِ یقین و سوزِ حیات و اجل کی لَو
قندیلِ آگہی و سراجِ عمل کی لَو
فانوسِ لامکان و چراغِ ازل کی لَو
وہ لَو جو نخلِ وادیٔ سینا میں آگئی
قلبِ نبیؐ سے کھنچ کے ائمہ میں آگئی

وہ لَو جو مستنیر تھی بزمِ رسولؐ میں
وہ لَو جو ضو فشاں تھی شعورِ بتولؑ میں
وہ لَو جو تھی کتابِ خدا کے نزول میں
وہ لَو جو جگمگا اُٹھی دیں کے اصول میں

وہ لَو جو ذوالفقار کی جھنکار بن گئی
دستِ ابوترابؑ میں تلوار بن گئی

جس لَو میں گُل، نہ دُود، نہ کاجل، نہ تیرگی
جس لَو میں اضطراب، نہ لرزش، نہ بیکلی
جس لَو میں ایک پرتوِ تسبیح و بندگی
جس لَو کے ہر چراغ کی یکساں ہے روشنی

جانِ نبیؐ دلختِ دل بوترابؑ ہیں
خوشبو و رنگ ایک ہے بارہ گلاب ہیں

وہ لَو جو نقشِ صورتِ سلطانِؐ انبیاء
وہ لَو جو عکس جلوۂ رُخسارِ مرتضیٰؑ
وہ لَو جو حُسنِ پیکرِ انوارِ فاطمہؑ
وہ لَو جو قلبِ شبّرؑ و شبیّرؑ کی ضیا
وہ لَو جو تابِ عابدِؑ بیمار بن گئی
اہلِ حرم کی قافلہ سالار بن گئی
وہ لَو جو علمِ باقرؑ و جعفرؑ بنی رہی
فانوسِ حلمِ موسیٰ کاظمؑ کی روشنی
وہ لَو جو روشنیٔ ضمیرِ رضاؑ بنی
جو اتقا تقیؑ کا، طہارت نقیؑ کی تھی
صورت میں عسکریؑ کے پیمبرؐ کا رُوپ ہے
وہ لَو کہ جس کی نیّرِ غیبت میں دھوپ ہے

اِس لَو کا بُوتراب امین وکفیل ہے

جس لَو کا رنگ، رنگِ پرِ جبرئیل ہے

جس لَو میں سوزِ عشقِ ذبیح وخلیل ہے

پرچھائیں جس کی پردۂ ربِّ جلیل ہے

وہ لَو جو خونِ گردنِ شبّیرؑ بن گئی

اللہ کی کتاب کی تحریر بن گئی

اصلِ شہود وشاہد ومشہود ایک ہے (غالب)

اس نے دلیل پیش کی معبود ایک ہے

تخلیقِ جنّ وانس کا مقصود ایک ہے

اس کی جبیں پکاری کہ مسجود ایک ہے

رکھ کر حریمِ دل میں سراجِ منیر کو

انگشتری نماز میں دے دی فقیر کو

تیری کوئی نظیر نہیں کائنات میں

قائم تھا نورِ بارہ اماموں کا ذات میں

پیغمبرِ خدا کی تجلّی حیات میں

اللہ کی صفات کا پرتو صفات میں

کوئی کہے تو کیسے کہے بے سبب کہا

کوئی تو بات تھی کہ نصیری نے رب کہا

زیرِ نگیں زمین و فلک ماہ و کہکشاں

زیرِ اثر تمدن و تہذیبِ دو جہاں

زیرِ قدم نقوشِ کفِ مرسلِ زماں

زیرِ نگاہ وسعتِ اقلیم لامکاں

دنیائے آب و گِل کی حکومت ملی ہوئی

اللہ کی طرف سے امامت ملی ہوئی

جیسے چراغِ مہر سے طلعت نہ چھن سکے
جیسے شگفتہ پھول سے نکہت نہ چھن سکے
جیسے نبیؐ سے حقِ نیابت نہ چھن سکے
قرآں سے جیسے حُسنِ فصاحت نہ چھن سکے

کوئی شرف نہ لے سکا زوجِ بتولؑ کا
سجتا تھا اُس کے سر پہ عمامہ رسولؐ کا
قرآن کی زبان، رسالت کا رازدار
اسلام کے چہکتے ہوئے باغ کی بہار
غزوات میں نبیؐ کا علمدارِ جاں نثار
آئینہ دارِ سیرتِ محبوبِ کردگار
اُس کا ہی نور، نورِ نبی میں شریک ہے
پوشاک جس کے تن پہ پیمبرؐ کی ٹھیک ہے

صبر و رضا میں، جود و سخاوت میں فرد تھا
دل کی پرت پرت میں محبت کا درد تھا

ہیبت سے رنگ، مرحب و عنتر کا زرد تھا
محراب میں امام تھا، میداں میں مرد تھا

بعدِ نبیؐ جو بارِ ہدایت سنبھال لے
ہے جانشیں وہی جو امامت سنبھال لے

قرآں پگھل کے خونِ دلِ مرتضیٰؑ بنا
ایقان گندھ کے پیکرِ شیرِ خدا بنا

عرفاں ردائے دوشِ شہِ لافتیٰ بنا
اسلام دست و بازوئے مشکلکشاؑ بنا

ذرّے قدم کو چوم کے دُرِّ نجف بنے
پرچھائیں جن پہ پڑ گئی اہلِ شرف بنے

تیرا لہو معاونِ دینِ خدا بنا
ذرّۂ نجف کبھی، کبھی خاکِ شفا بنا
آنسو چراغِ عشقِ شہِ انبیا بنا
ذرّہ جو دل کا پھیل گیا کربلا بنا
رِندوں نے زندگی کو بچا کر ممات سے
عمرِ ابد کا جام پیا ہے فرات سے
وہ جام جس میں بادۂ کوثر بھرا ہوا
علم و یقین و عشق کا جوہر بھرا ہوا
ایمان و آگہی کا سمندر بھرا ہوا
چھینٹوں سے جس کی دامنِ خنجر بھرا ہوا
وہ مے کہ جس کے کیف سے قائم حیات ہے
جس کا خمار دردِ سرِ کائنات ہے

رُخ پر فروغِ بادۂ ایثار دیکھئے

تشنہ لبوں کا چہرہ سرشار دیکھئے

بچّوں میں عزمِ حیدرؑ کرّار دیکھئے

اصغرؑ کا شوق و حسرتِ پیکار دیکھئے

صہبائے عشق، لذّتِ آزار بن گئی

جب کھنچ گئی حسینؑ کی تلوار بن گئی

وہ مے کہ جس پہ نعمتِ باری ہوئی تمام

وہ مے کہ جس پہ دیں کا مکمّل ہوا نظام

جس مے کا ہے علیؑ کی ولایت میں اہتمام

ساقی ہے جس شراب کا پیغمبرؐ انام

نظمی خُمِ غدیر میں بانٹی ہوئی شراب

یہ ہے بہشت والوں کی چھانٹی ہوئی شراب



مہدی نظمی